آغا خان بورڈ سے آغا خان سٹیٹ تک

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی کے قلم سے

چھوٹے بچوں کیلئے بے حیا بلکہ بے معنی جنسی سوالنامہ جس بھی شعبے سے تھا مگر اسے تقسیم تو آغا خان ایجوکیشن والوں نے کیا۔ اس کے پیچھے ان کے کیا مقاصد ہیں۔ اس حرکت کو ان خواتین و حضرات نے بھی برا محسوس کیا جو مادر پدر آزادی کے قائل ہیں۔ مجھے بیکن ہاؤس میں زیر تعلیم بچوں کے والدین نے فون کیا۔ کالم چھپنے کے بعد ایک شور مچ گیا۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ بیکن ہاؤس سٹی سکول اور آرمی سکول والوں نے آغا خان بورڈ سے الحاق کر رکھا ہے۔ کئی دنوں کے بعد بیکن ہاؤس کی مالک نسرین قصوری کے شوہر نامدار اور وزیر خارجہ پاکستان خورشید محمود قصوری نے فون پر کہا کہ بیکن ہاؤس نے ایسا الحاق نہیں کیا مگر ان کی اہلیہ محترمہ کی طرف سے اور ان کے سکول کی طرف سے کوئی وضاحت نہیں آئی۔ خورشید قصوری تو جرنیلوں کی خارجہ پالیسی کا دفاع بھی بہت جوش و خروش سے کرتے ہیں جیسے یہ ان کی خارجہ پالیسی ہو۔ محترمہ نسرین قصوری کا کریڈٹ ہے کہ وہ اتنا بڑا ادارہ خوش اسلوبی سے چلا رہی ہیں۔ مگر انہیں یہ بھی خیال رہنا چاہیے کہ یہ تعلیمی ادارہ پاکستان میں ہے۔ سنا ہے کہ سٹی سکول ان کی بہن چلا رہی ہیں۔ پاکستان میں تعلیمی کاروبار اتنا چلا ہے کہ اس میں روپے کمانے کے علاوہ نام کمانے کی بھی بہت گنجائش ہے۔ اس کاروبار کو بڑی آسانی سے کاروبار حیات بھی بنایا جاسکتا ہے۔ اتنی بڑی فیس صرف امیر کبیر ہی دے سکتے ہیں۔ عارف نظامی ایک نجی محفل میں کہہ رہے تھے کہ اب واضح طور پر امیر اور غریب کی تعلیم الگ الگ شعبے بن گئے ہیں۔ سرکاری سکولوں کی حالت زار غریبوں کی اپنی بیزار زندگی سے بھی ابتر ہے۔ مگر مجھے کئی والدین نے بتایا ہے کہ وہ فیس تو دے لیں گے مگر آغا خان فتنہ انھیں منظور نہیں۔ انگریزی سکولوں یعنی امیروں کے سکولوں سے پڑھنے والے بچے جو بھی بن جائیں مگر وہ پاکستانی تو رہیں؟ اس ملک میں لوٹ مار مچانے والوں کیلئے پاکستان سے زیادہ سازگار منڈی کہیں نہیں ہوگی۔

مجھے سٹی سکول کی شاخ کی پرنسپل نے فون کیا کہ والدین آغا خان بورڈ کی مداخلت پر پریشان ہیں اور محترمہ ریحانہ افضل نے خط لکھا کہ سٹی سکول کا الحاق آغا خان بورڈ سے نہیں ہوا۔ اس وضاحت میں کاروباری مفاد کا رنگ اور نیک نامی کی خوشبو موجود ہے مگر مجھے خوشی ہوئی ہے کہ امیر کبیر والدین بھی پاکستانی حمیت کی کیفیات و جذبات رکھتے ہیں۔ سٹی سکول کی وضاحت اس امید پر چھاپی جارہی ہے کہ وہ آئندہ اپنے اس وعدے پر قائم رہیں

گے۔ تعلیمی مسائل پر ایم پی اے شہلا بٹ سے گفتگو ہوئی تو اچھے سیاست دانوں کے ساتھ سچے والدین کی ترجمانی انہوں نے کی۔ بیکن ہاؤس اور ایسے تعلیمی اداروں میں رومن اور گریک ہسٹری تو پڑھائی جاتی ہے مگر پاکستان کے حوالے سے ایک واجبی سا مضمون نصاب میں ہے۔ پاکستانی بچوں کو غیر پاکستانی بنانا تو ٹھیک نہیں۔

اس سلسلے میں اچھے دل و دماغ کے صوبائی وزیر تعلیم عمران مسعود کی طرف سے یہ وضاحت بھی دل کو حوصلہ دیتی ہے کہ آغا خان بورڈ کے فحش سوالنامے پر وفاق نے معذرت کی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ سرکاری تعلیمی اداروں کے اس بورڈ سے الحاق کی خبریں درست نہیں۔ انہوں نے جرات مندی سے کہا ہے کہ ہم نے اس سلسلے میں وفاق سے باقاعدہ استفسار کیا ہے۔ اور ہم اس گندے سوالنامے کی انکوائری کے بعد متعلقہ لوگوں کے خلاف سخت کاروائی کریں گے۔ دو دن کے بعد اپنے چیف منسٹر چوہدری پرویز الٰہی کی ہدایت و دلچسپی کے مطابق تعلیمی انقلاب لانے کی آرزو والے وزیر تعلیم نے واضح طور پر کہا کہ نجی تعلیمی اداروں کو بھی آغا خان بورڈ کے ساتھ الحاق سے روک دیا گیا ہے۔

چوہدری شجاعت نے بھی حسب معمول وفاقی حکومت کے اداروں کے برعکس اس بار بھی کہا ہے " کوئی اخلاق سوز نصاب تعلیم قبول نہیں۔ پارٹی لائن پر چلنے سے ہی حکومت چلے گی۔ اپنے بچوں کو بے راہ روی کی طرف نہیں جانے دیں گے۔ اسلامی اقدار پر عمل کر کے ہی پاکستان ترقی کر سکتا ہے" چوہدری شجاعت کی باتوں پر وفاقی وزیر شذیر بے مزہ تو ہوتے ہیں مگر پرواہ نہیں کرتے۔ پچھلی وزیر تعلیم زبیدہ جلال نے انہیں جذباتی کہہ کر اپنے جذبات کی بھڑاس نکال لی تھی۔ اس کی بھڑاس تو نکلی کہ نہیں البتہ وہ تعلیم کی وزارت سے نکال دی گئیں۔ یہ چوہدری صاحب کو خوش کرنے کیلئے نہیں بلکہ اپنے جرنیل بھائی جاوید اشرف قاضی کو خوش کرنے کیلئے کیا گیا۔ زبیدہ جلال خوش نہیں ہوئیں مگر اس بار جلال میں بھی نہیں آئیں۔ وزیراعظم بنتے بنتے وزیر تعلیم بھی نہ رہیں۔

یہ جانتی اگر تو لوٹاتی نہ گھر کو میں۔

نصاب تعلیم میں قابل اعتراض تبدیلیوں کی ابتداء زبیدہ جلال نے کی تھی۔ اسے انتہاء تک جنرل جاوید اشرف قاضی پہنچا رہے ہیں۔ وفاقی وزیر تعلیم کے طور پر انہوں نے صوبائی وزیر تعلیم پر برہمی کا اظہار کیا ہے جیسے وہ ان کے ماتحت ہوں۔ چوہدری پرویز الٰہی اپنے اہل وزیر تعلیم کا دفاع کریں۔ سندھ حکومت نے آغا خان بورڈ کو مسترد کر دیا ہے۔ مگر سندھی وزیر تعلیم حمیدہ کھوڑو نے حمایت کی ہے۔ تعلیمی پالیسی کیلئے یہ صورت حال وفاق کیلئے

نا مناسب ہے۔وفاقی وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ " کوئی صوبائی حکومت آغا خان بورڈ کو ختم نہیں کر سکتی ۔صوبائی وزیر تعلیم کسی کے بہکاوے میں آ گئے ہیں" یہ تو ہمیں پتہ نہیں مگر ہم یہ جانتے ہیں کہ وفاقی وزیر تعلیم کسی کے بہکاوے میں آئے ہوئے ہیں ۔انہیں صوبائی وزیر تعلیم کیلئے ایسی زبان میں بات نہیں کرنا چاہیے۔وہ صدر بش کی اس بات کی تردید تو کریں کہ پاکستان میں نصاب تعلیم میں تبدیلی امریکہ کے کہنے پر کی جارہی ہے۔کہیں خدانخوستہ یہ آغا خان بورڈ سے آغا خان ریاست کی طرف سفر کا پہلا پڑاؤ نہ ہو۔جنرل قاضی کیلئے جنرل پرویز باخبر رہیں کہ وہ جو کام کرتے ہیں۔اس کے نقصانات کئی مہینوں کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔وہ جب وزیر ریلوے تھے تو انہوں نے جو" کارنامے "کئے وہ اس گاڑی میں سوار ہونے والوں کو تب پتہ چلا جب وہ اپنی منزل پر پہنچ کر بھی کہیں نہیں پہنچے تھے ۔کم از کم صدیق الفاروق کا یہی دعویٰ ہے۔حیرت ہے کہ ریلوے کے تجربے کے بعد انہیں وزیر تعلیم بنا دیا گیا ہے۔ تعلیم کی گاڑی کا تو انجن بھی پہلے سے خراب ہے۔جنرل قاضی سے تو زبیدہ جلال ہی بہتر تھیں۔انہیں دکھ ہے کہ شیخ رشید کی وزارت تبدیل نہیں ہوئی تو میری کیوں ہوئی ہے۔ان کے ساتھ فیصل صالح حیات والا سلوک کیوں کیا گیا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ پنجاب کے نفیس چیف منسٹر چوہدری پرویز الہی اپنے "پڑھا لکھا پنجاب "کے خواب کو ڈراؤنا خواب نہیں بننے دیں گے۔وفاقی وزیر تعلیم کہتے ہیں کہ 200 پرائیویٹ سکول آغا خان بورڈ سے الحاق کر چکے ہیں۔ان سکولوں کی فہرست بھی شائع ہونی چاہیے۔کچھ ایسے سکول بھی ہیں جنہوں نے درخواست دے رکھی ہے اور کچھ اس الحاق کیلئے خواہش رکھتے ہیں۔وفاقی حکومت نے پہلے کی طرح ایک کنفیوژن پھیلا دی ہے۔اور اس گرد و غبار کے اندھیرے میں اپنا کام کر کے چھوڑے گی۔وفاقی وزیر تعلیم نے لاہور میں کہا کہ صوبائی حکومت کی اجازت کے بغیر کوئی تعلیمی ادارہ آغا خان بورڈ سے الحاق نہیں کریگا۔پھر کہتے ہیں کہ کسی کو بورڈ پر اعتراض ہے تو پارلیمنٹ میں بل لے کے آئے۔وہ اسلام آباد میں کچھ کہتے ہیں اور لاہور میں کچھ اور کہتے ہیں۔

آغا خان بورڈ کے معاملے کو سترہویں ترمیم میں شامل کر کے آئین کا حصہ بنانے کی کیا ضرورت تھی۔یہ سترہویں ترمیم ایم ایم اے والوں نے جوں کی توں اپنے ووٹوں سے اسمبلی میں منظور کروائی۔اس کا مطلب ہے کہ حکومت آغا خان بورڈ کے حوالے سے سنجیدہ ہے۔تب ایم ایم اے والے غیر سنجیدہ تھے۔اب ایم ایم اے بالخصوص جماعت اسلامی والے بہت خفا ہیں۔متحدہ طلبہ محاذ والے قابل قدر جدوجہد کررہے ہیں مگر وہ حکمرانوں کو للکارنے

کے ساتھ "اپنے حکمرانوں" سے تو پوچھیں۔ مقبوضہ کشمیر بھارت کے آئین کا حصہ ہے۔ پاکستانی حکومت اس کیلئے بھی لچک کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ کشمیریوں اور آغا خانیوں کیلئے موجودہ حکومت کی پالیسی ایک جیسی ہے۔

حکمران تو یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ تعلیم کا کاروبار جماعت اسلامی کے لوگوں کے پاس زیادہ ہے۔ یہ بھی کہا ہے کہ جنرل قاضی نے کہ بہت شور مچانے والوں کے اپنے بچے امریکہ میں پڑھتے ہیں۔ حکومت کے قاضی کا اشارہ جماعت اسلامی کے قاضی کی طرف ہے۔ تو یہ تخصیص کیوں ہے۔ حکمرانوں کے بچے باہر پڑھ سکتے ہیں تو سیاستدانوں کے بچے کیوں نہیں؟ اب تو پاکستان میں ہی تعلیمی اداروں کا وہ حال کیا جارہا ہے کہ یورپ اور امریکہ سے پاکستانی لوگ اپنے بچے یہاں بھیجا کریں گے۔

آغا خان بورڈ کے حوالے سے آغا خان سٹیٹ کی باتیں کیوں ہونے لگی ہیں؟ شمالی علاقے میں یہ سٹیٹ قائم کرنے کیلئے جنوبی سے کاروائی کرنے کی ضرورت کیوں پڑی ہے؟ ایسٹ انڈیا کمپنی بھی تعلیم اور تجارت کے بہانے سے انگریز حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوئی تھی۔ (بشکریہ: نوائے وقت)

اہل حدیث یوتھ فورس ضلع جہلم اور اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن ضلع جہلم کا مشترکہ اجلاس

اہل حدیث یوتھ فورس ضلع جہلم اور اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن ضلع جہلم کا مشترکہ اجلاس زیر صدارت جناب حافظ عبدالحمید عامر رئیس جامعہ علوم اثریہ جہلم منعقد ہوا جس میں تحریک "علم ایک روشنی" پروگرام کو احسن انداز میں منعقد کرنے کیلئے مشورہ کیا گیا اور درج ذیل پروگرام ترتیب دیئے گئے۔

☆ ضلع جہلم کے اہم گورنمنٹ سکولوں میں سالانہ امتحان میں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو ٹیلینٹڈ ایوارڈ دیئے جائیں گے۔

☆ غریب طلبہ کو مفت کتب اور یونیفارم فراہم کی جائیں گی۔

☆ اپریل کے مہینے میں مختلف سکولوں، کالجوں اور جامعات کے طلباء کے درمیان تقریری مقابلے کا انعقاد کیا جائے گا جس میں کارکنان کیلئے تربیتی نشست کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔

آخر میں رئیس الجامعہ کے صدارتی اور دعائیہ کلمات سے یہ اجلاس اختتام پزیر ہوا۔